یہی اوارڈ جو مغربی بنگال کے لئے مخصوص ہے ہمارے فاضل دوست جناب سالک لکھنوی کو ملا ہے جو اردو زبان کے مشہور شاعر اور ادیب ہیں۔ ان کی خدمت میں مبارک باد پیش ہے۔

حضرت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی کی رحلت پر ملتِ اسلامیہ سوگوار

گذشتہ ماہ قارئین برہان پڑھ چکے ہیں کہ علم و اخلاق اور رشد و ہدایت کا جو آفتاب عالمتاب آج سے ۸۴ سال پہلے دیوبند کے افق پر طلوع ہوا تھا وہ اپنی نورانی کرنوں، رُوحانی و اخلاقی ضیاپاشیوں، ملی و ملکی خدمتوں اور انسانی ہمدردی و غمگساری کے جوہر دکھا کر، تقریر و خطابت اور تصنیف و تالیف کے میدانوں میں گراں قیمت ضو فشاں چراغ روشن کر کے اور تحمل و بردباری، اخلاق و شائستگی، بے نفسی اور عفو و درگذر کے تابندہ نقوش ثبت کر کے ۱۲ر مئی ۱۹۸۴ء کو غروب ہوگیا۔ اس طرح ایک زرین عہد، ایک شاندار تاریخ، اور ایک ایسے تابندہ و روشن دور کا خاتمہ ہوگیا جس کے ہر موڑ ہر رخ اور ہر پہلو میں شرافت و وضعداری، انسانیت دوستی اور سیر چشمی و نرم گفتاری کے ساتھ ساتھ حقیقت پسندی و حق گوئی کی لافانی نور افشاں اور تابناک شمع روشن تھی۔

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے انتقال کی خبر دہلی کے اندر اور اخبارات اور ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ ملک کے تمام صوبوں بلکہ بیرون ملک بھی بہت سی جگہوں پر ہو گئی اور ہر جگہ دینی، علمی اور ملی حلقوں کو تڑپا گئی۔ آپ کا وصال ۳ بجکر بیس منٹ پر ہوا اور ۴ بجے حاجی کرامت اللہ نے مکہ مکرمہ میں بذریعہ فون عالم اسلام کی معروف و برگزیدہ شخصیت حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کو یہ اطلاع دی۔ آپ کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو اس حادثۂ فاجعہ کی اطلاع ہوئی اور اسی وقت سینکڑوں لوگوں نے حضرت مفتی صاحب

کے ایصالِ ثواب کے لئے طواف کیا۔ اسی وقت حضرت مولانا علی میاں مدظلہ نے سعودی ریڈیو سے ایک تقریر فرمائی جس میں حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے علمی کارناموں، ملی خدمتوں، اخلاقی و انسانی اوصاف اور ان کی منفرد و ممتاز صلاحیتوں اور عظمتوں کا تذکرہ فرمایا۔ ان کی وفات کو ملتِ اسلامیہ کا ناقابلِ تلافی نقصان قرار دیا۔ مدینہ منورہ میں بھی کافی حضرات نے ختم کلام اللہ در ایصال ثواب کا اہتمام کیا۔ حق تعالیٰ سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ دہلی، میرٹھ، غازی آباد، دارالعلوم دیوبند، لکھنؤ، بریلی، کلکتہ، حیدرآباد، بہار، مدراس اور گجرات کے کئی شہروں اور مدارس اسلامیہ میں حضرتؒ کے لئے ایصال ثواب اور جلسہ ہائے تعزیت کئے گئے۔ اخبارات نے بھی آپ کے سلسلہ میں تعزیتی مضامین اور اداریہ وغیرہ شائع کیئے۔ افریقہ، لندن اور دوسرے ملکوں سے بھی اس قسم کی اطلاعات ملی ہیں جن کا سلسلہ برابر جاری ہے۔

۱۲؍مئی سے اس وقت تک یہ بات ہر حساس و باشعور قلب و روح کو محسوس ہوئی ہے کہ حضرت مفتی صاحب کے وصال سے ملی و قومی، اسلامی اور دینی اداروں کے سر سے ایک ایسا شجرِ سایہ دار کا سایہ اٹھ گیا ہے جو بڑے بڑے طوفانوں، تیز و تند آندھیوں اور بادِ سموم کے جھکڑوں سے ان سب کی حفاظت کا باعث تھا۔ اب زندگی کی تپتی ہوئی دوپہر میں کوئی سایہ نظر نہیں آتا۔ حق تعالیٰ اپنی رحمتوں کے سایہ سے ہم سب کو، پوری ملت کو اور خاص طور پر ان کے خونِ دل و جگر سے سینچے ہوئے "گلشن علم و ادب" ــــ ندوۃ المصنفین ــــ کو محروم نہ فرمائے، ہر شر اور نقصان سے اس کی حفاظت فرمائے اور ہم سب کو حضرت مفتی صاحب کے روشن و منور نقوش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

(محمد اظہر صدیقی)